ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر صائمہ بتول

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

ڈاکٹر مریم سرفراز

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

سدرہ سوزائنہ یونس

لیکچرار، شعبہ پنجابی، گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ، لاہور۔

پنجابی لوک گیتوں میں مذکور درختوں کی طبی اور سماجی اہمیت

Dr. Saima Batool
Assistant Professor, Department of Punjabi, LCWU, Lahore.
Dr. Mariam Sarfraz
Assistant Professor, Department of Punjabi, LCWU, Lahore.
Sidra Sozaina Younus
Lecturer, Govt.Islamia College Railway Road, Lahore.

Medicinal and Social Importance of Trees Mentioned in Punjabi Folk Songs

We should observe the medicinal, geographical, economical, historical and social conditions of any region to understand the specialties of folk songs. As we know that the literature of any area, nation, country and language is emanated from its envoirment. For example the inhabitants of deserts would express deserts, way farer, camels, rocks, sand, scarcity of water and abandoned area in their folk songs. Moreover the people who are residing near the rivers, oceans, canals would mention water, waves, storms, ships, boats in their song. Similarly the people of agricultural areas like Punjab describe crops, fruits, gardens, vegetables, flowers, lakes, seasons, spices and trees in their poetry and songs. In this research article it has been tried to describe the trees mentioned in folk songs which are useful for society in various aspects.

Key Words: *Punjab, Punjabi Folk songs, Literature, Language, Medicinal, Geographical, Economical, Historical, Social, Nation, Country, Envoirment,*

Deserts, Way farer, Camels, Rocks, Water, Rivers, Oceans, Canals, Waves, Storms, Ships, Boats, Agricultural areas, Crops, Fruits, Gardens, Vegetables, Flowers, Lakes, Seasons, Spices, Trees.

کسی بھی علاقے کے لوک گیتوں کی خصوصیات کو سمجھنے کے لئے وہاں کے طبی، جغرافیائی، تاریخی، معاشرتی، معاشی اور اقتصادی حالات کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے کیوں کہ کسی بھی جگہ یا زبان کا ادب ہو وہ ماحول کی پیداوار ہوتا ہے اُس ادب میں اُس ماحول کا دکھائی دینا یقینی ہوتا ہے جیسے صحراؤں کے آس پاس رہنے والوں کے گیتوں میں صحراؤں، مسافروں، ریت بریتوں، چٹانوں، بے آب و گیاہ میدانوں، مسافروں، پانی کی کمی، اونٹوں اور ساربانوں کا ذکر ملتا ہے تو دریاؤں، سمندروں اور نہروں کے اردگرد کے علاقوں میں بسنے والوں کے گیتوں میں پانی، لہروں، طوفانوں، طغیانیوں، کشتیوں اور مسافروں کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے اسی طرح زرعی علاقوں جیسے پنجاب کے گیتوں میں فصلوں، درختوں، وادیوں، پھولوں، پھلوں، سبزیوں، باغوں، خوبصورت وادیوں، ندیوں اور موسموں کے حوالے ہوتے ہیں۔

پنجاب ایک زرعی خطہ ہے جہاں ہر طرح کے موسم آتے ہیں اور ہر طرح کی فصلیں اُگتی ہیں اس لئے یہاں کے گیتوں میں جہاں پنجاب کی ثقافت، تہذیب اپنے جوبن پہ دکھائی دیتی ہے وہاں ہی اس علاقے میں اُگنے والے پودوں کا ذکر بھی نمایاں ہوتا ہے۔ رنگ برنگی فصلیں اور سرسبز و شاداب درخت زمین کا زیور ہوتے ہیں ہری بھری فصلوں اور حسین رنگوں کے پھولوں کو دیکھ کر دل میں مختلف خوبصورت جذبات اُمنڈنے لگتے ہیں یہ جذبات جب الفاظ کا روپ اختیار کرتے ہیں تو گیت تخلیق ہوتے ہیں یہ گیت بھی شاعر ہی تخلیق کرتے ہیں مگر وہ ان کو تخلیق کرتے ہوئے شعور سے زیادہ وجدان اور قلبی واردات کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔

لوک گیت دنیا کے تمام ملکوں اور تمام زبانوں میں پائے جاتے ہیں چونکہ مختلف آب و ہوا والے علاقوں میں سماجی رویے اور عادات بھی فرق ہوتے ہیں اس لئے وہاں کے لوک گیتوں میں وہاں کی رسم ورواجوں کے ساتھ ساتھ وہاں اُگنے والی فصلوں، کھیتوں، سبزیوں، پھلوں، پھولوں، درختوں اور جڑی بوٹیوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ پنجاب کے لوک گیتوں میں نباتات کا ذکر بہت زیادہ ہے۔ ان گیتوں میں گندم، جوار، باجرا، مہندی، لونگ، مسر، سرسوں، انار، آم، پیپل، لیموں، تمباکو، آک، گلاب، چنبیلی، بیر، مکئی اور بہت سے پودے مذکور ہیں۔

کریر(Capparis Decidua) :

کریر ایک پرانا درخت ہے جو جھاڑی نما ہوتا ہے یہ میدانی ریگستانی اور صحرائی علاقوں میں خودرو اُگتا ہے اسے کری بھی کہتے ہیں اس درخت کی بے شمار چھوٹی چھوٹی شاخیں ہوتی ہیں جبکہ نئی شاخوں پر پتے بھی ہوتے ہیں۔ ایشیاء اور افریقہ میں یہ درخت عام ملتا ہے انڈیا کا شہر خیر اور دہلی اس درخت کی کثیر تعداد کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ کریر پنجاب کے قدیم درختوں میں سے ایک ہے پرانی ہڑپائی تہذیب میں بھی اس کے آثار ملتے ہیں اس کے پھل کو ڈیلے کہتے ہیں یہ شروع میں سبز رنگ کے ہوتے ہیں لیکن جب پک جاتے ہیں تو ان کا رنگ لال ہو جاتا ہے۔

> "Capparis decidua is commonly known as Karir, is a useful plant in its marginal habit. Its spicy fruits are used for preparing vegetables, curry and fine pickles and can attract helpful insectivores; the plant also is used in folk medicine and herbalism. It can be used in landscape gardening, afforestation and reforestation in semi desert and desert areas, it provides assistance against soil erosin."[(1)]

کریر کے درخت پر سال میں دو بار پھل لگتا ہے ایک بار اپریل مئی میں اور دوسری بار اکتوبر نومبر میں اس کی لکڑی جلانے کے لئے اتنی اچھی نہیں سمجھی جاتی۔ مال مویشی اس کے پتے شوق سے نہیں کھاتے جب کہ اونٹ اسکی نوخیز شاخیں بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ یہ چونکہ خشک اور صحرائی علاقوں میں اُگنے والا درخت ہے اس لئے اسکا قد زیادہ نہیں ہوتا یہ جھاڑی کی طرح پھیلا ہوا ہوتا ہے۔

یہ چونکہ ایک قدیم درخت ہے اور انڈیا میں کافی پایا جاتا ہے اس لئے اس درخت کے نام کی مناسبت سے ایک گوردوارہ بھی ہے جس کو گوردوارہ کریر صاحب کہا جاتا ہے ڈاکٹر جسپال سنگھ نے اس حوالے سے بڑی اچھی تحقیق کی ہے اور مختلف درختوں کے نام سے جو گوردوارے ہیں اُن کی تفصیل دی ہے کریر کے درخت کے حوالے سے وہ اپنی تحقیقی کاوش کو اس طرح پیش کرتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

"Karir is a drought resistant" and hardy tree, which flourishes in the dry and desert areas as it does not require much water."(۲)

کریر ایک قدیم درخت ہے جو جنگلوں کے دور میں عام ہوتا تھا دیسی اور پرانی ادویات میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ اس کا پھل ڈیہلے سے اچار اور سالن پکایا جاتا ہے جو صحت کے لئے بہت اچھا اور کھانے میں بہت لذیذ ہوتا ہے۔ محمد خان اس درخت بارے لکھتے ہیں۔

"کثیر شاخوں والا چھوٹا سا جھاڑی نما درخت ہے جو عموماً خشک میدانی علاقوں میں پایا جاتا ہے منڈھیوں اور جڑوں سے اسکی افزائش ہوتی ہے۔"(۳)

کریر پر لگنے والے پھل کا رنگ لال جب کہ اس کا سائز فالسے جتنا ہوتا ہے جب یہ پک جاتا ہے تو پرندے اسے بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ حکیم اس درخت کے پھل پھول اور جڑوں کو مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ کریر کے پھول، پھل اور جڑیں شوگر، دمے، کھانسی اور بلڈ پریشر کے علاج میں معدومعاون ثابت ہوتے ہیں۔

لوک گیتوں میں صرف نباتات کا ذکر ہی نہیں بلکہ ان کی افادیت، ان کے اُگنے کے موسم کے ساتھ ساتھ ان درختوں کی ظاہری خامیوں اور پنجاب کی ثقافت اور ماحول کو بھی بڑی چابک دستی اور فنکاری سے بیان کیا جاتا ہے جیسے ایک مٹیار کہتی ہے کہ اے میرے محبوب میں تجھ سے ملنے کے لئے آرہی ہوں گندم کے کھیت سے بھی گزر آئی ہوں بیریاں بھی راستے میں آئی ہیں پر اب جب کریر کے درختوں کے پاس آئی ہوں تو میرا جسم کانپ رہا ہے میرا ململ کی قمیض اس کی باریک شاخوں میں پھنس جائے گا اور پھٹ جائے گا کریر کا درخت چونکہ جھاڑی نما ہوتا ہے اس لئے لڑکی اُس میں سے گزرتے ہوئے ڈر رہی ہے۔

ے کنکاں وی لنگھ آئی
بیریاں وی لنگھ آئی
لنگھنے رہ گئے کریر وے
کڑتی ململ دی

دگ دگ کرے سریر وے (۴)

سبز رنگ آس اُمید، آگے بڑھنے اور متحرک رہنے کی علامت ہے جبکہ لال رنگ رُکنے، ٹھہرنے اور رکاوٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے لوک گیت چاہے عام لوگوں کے گیت ہوتے ہیں یہ لوگ پڑھے لکھے نہیں ہوتے پر تجربہ یافتہ ضرور ہوتے ہیں اُن کے گیتوں میں اُن کے تجربات اور جو سبق اُنہوں نے زندگی میں سیکھے ہوتے ہیں وہ جھلکتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ گیت صرف لوگوں کے بول ہوتے ہیں اور دل کو پر چانے اور خوش ہونے کے لئے گائے جاتے ہیں بلکہ یہ تو بڑے بزرگوں کے تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہر عروج کو زوال بھی ہوتا ہے ہر دن کے بعد رات آتی ہے اور بہار کا پیچھا خزاں کرتی ہے۔ سبز رنگ کے کریر کے درخت پر لال رنگ کے ڈیلے (اُس کا پھل) لگتا ہے کہنے والے نے بڑی سمجھداری سے کریر کی مثال لی ہے اور دوسرے مصرعے میں یار کے گم ہونے کا تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا میں ہر چیز فانی ہے ناپائیدار اور بے ثبات ہے کوئی بھی چیز ہمیشہ نہیں رہے گی سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اس لئے جہاں گیت میں نباتات کا ذکر ہے وہاں ہی بڑی سمجھ، دانائی اور حکمت کی بات بھی بیان ہوئی ہے۔

ے ساوی کری اُتے رتے ڈیلے
یار کھڑایا کل ڈیگر ویلے (۵)

انسان مر جاتا ہے پر اُس کا اخلاق اور کردار ہمیشہ جیتے ہیں جس انسان کا کردار اچھا ہو اخلاق بلند ہو وہ دنیا سے جا کے بھی لوگوں کے دلوں میں بستا ہے ہمیشہ لوگوں کے دلوں اور ذہنوں پر راج کرتا ہے اس طرح کچھ پودے بھی ایسے ہیں جو بے شک دنیا سے ناپید ہونے والے ہیں یا بعض جگہوں پر نہیں بھی ملتے لیکن یہ پودے اپنی خوبیوں اور فوائد کی وجہ سے پنجابیوں کے ہاں بڑے مقبول ہیں ان کا ذکر گیتوں میں بھی ملتا ہے جب کوئی اچھا انسان دنیا سے گزر جاتا ہے تو اُس کے گھر والے رشتے دار ہمسائے اور ساتھی تو غمگین ہوتے ہی ہیں پر ایسے لوگوں کے جانے پر لگتا ہے کہ شائد ارد گرد کا ماحول اور درخت بھی اُس کے غم میں اُداس ہیں۔ رو رہے ہیں۔

ے مر گئی نوں رُکھ وی روندے
اک ڈک تے کریر جنڈ بیریاں (۶)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اک، جنڈ کریر اور بیر کے درخت بہت پرانے ہیں اور طبی حوالے سے بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں معاشرے میں کئی طرح استعمال میں لائے جاتے ہیں اور پودے بھی کیونکہ جاندار ہوتے ہیں اور یہ بات تحقیق سے ثابت شدہ ہے اس لئے اگر اُن کے ارد گرد کا ماحول غمگین ہو تو وہ بھی غم زدہ ہوتے ہیں یعنی ماحول اُن پر اثر انداز ہوتا ہے۔

بیر (Jujube):

بیری کا درخت برصغیر کا قدیم پودا ہے۔ بھارت اور پاکستان کے کچھ علاقوں میں یہ خودرو بھی اُگتا ہے۔ بیری ایک سخت جان درخت ہے ایسے علاقے جہاں بارش کم ہوتی ہے وہاں بھی یہ اُگ آتا ہے بیریوں کے لئے میدانی علاقوں کی آب وہوا بڑی اچھی ہوتی ہے البتہ یہ درخت دو ہزار فٹ کی اونچائی پر بھی دیکھنے میں ملتا ہے۔ اس کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں اور یہ خشک سالی کا مقابلہ بڑی آسانی سے کر سکتا ہے۔ اس پر کانٹے بھی لگتے ہیں اس کے پھل کو بیر کہا جاتا ہے جبکہ انگریزی میں اسے Jujuba کہا جاتا ہے یہ برصغیر کا مشہور پھل ہے کہا جاتا ہے کہ بیری کے درختوں پر جنوں کا بسیرا ہوتا ہے دیہاتوں میں یہ پھل بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے اور شہروں میں یہ پھل بکتا ہے۔ کنچن بیر کے بارے میں لکھتے ہیں :

> "Ber important member of family Rhamnaceae popularly known or Chinese date Chinese figor Chinese Ber and poor man's fruit. A number of species are found in India. Ber being a very important arid zone fruit also known as king of arid fruits. It is being cultivated for fodder, fuel, fruit and timber purpose."(۷)

بیر ایک سستا پھل ہے دیہاتوں میں بچے سارا سارا دن بیریوں کے نیچے گزار دیتے ہیں یہ پنجاب کا پرانا ترین پھل دار درخت ہے اس کی کئی قسمیں ہیں اس کو لگ بھگ ہر پھل کا نعم البدل کہا جاتا ہے یہ سستا ہونے کے باوجود غذائیت سے بھرپور پھل ہے بیری کا درخت درمیانے قد کا ہوتا ہے اس کی ٹہنیاں جھکی ہوئی ہوتی ہیں اس کی مختلف قسموں پر سلطان احمد لکھتے ہیں۔

”بیر کی تین قسمیں ہیں ایک جنگلی دوسری کاٹی اور تیسری پیوندی۔ جنگلی بیر بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ قدرے ترش اور بدمزہ ہوتے ہیں ان کے کھانے سے خارش کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ دوسری قسم یعنی کاٹھا بیر جنگلی بیر کی نسبت قد میں بڑا ہوتا ہے رنگت اس کی سُرخ اور زرد یہ بھی اکثر بدذائقہ ہوتا ہے مگر بعض بہت شیریں ہوتے ہیں تیسری قسم یعنی پیوندی بیر جسامت میں بہ نسبت اور بیروں کے بڑا اور لمبا ہوتا ہے گٹھلی چھوٹی ہوتی ہے اور گودا لذیذ شیریں اور لطیف یہ عام طور پر بازاروں میں بکتے ہیں اور لوگ اس کو چاہت سے کھاتے ہیں۔“(۸)

بیر اور بیری کے پھل کے کئی طبی فائدے ہیں اللہ پاک کی بنائی کوئی بھی چیز بے کار یا بے فائدہ نہیں ہر شے کسی نہ کسی طرح انسان کی مددگار ہوتی ہے۔ بیری کے درخت کے پتے جانوروں اور مویشیوں کے لئے چارے کا کام دیتے ہیں۔ اُن کی لکڑی جلانے کے علاوہ کچے گھروں کی چھتیں ڈالنے کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے بیری پر پکا ہوا پھل ہاضمے کو اچھا کرتا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے بیری کے پتوں کو پیس کر بالوں میں لگانے سے بال بڑھتے ہیں اور چہرے پر لگانے سے چہرے کے کیل ختم ہوتے ہیں۔ ارشاد اللہ بیری کے پھل کی خوبیاں گنواتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"Plant is emollient, blood purifier carminative and refrigerant. The leaves are emollient and are used in conjunctivitis leaves are used as paste to burst the boils and pimples."(۹)

بیر کے درخت اور اس کے پھل کے بے شمار استعمالات اور فائدے ہیں اس کی لکڑی بہت پائیدار ہوتی ہے اس سے دیسی زرعی آلات بھی بنائے جاتے ہیں اس کے علاوہ دروازے بھی اس کی لکڑی سے بنائے جاتے ہیں ایک حدیث کے مطابق حضرت آدم اور اماں حوا جب دنیا میں اُتارے گئے تو اُنہوں نے دنیا کے پھلوں میں سے سب سے پہلے بیری کا پھل کھایا اس طرح بیر کی قدامت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے عربی میں بیر کو نبق اور سدر کہا جاتا ہے یہ معدے کے لئے بہت اچھا ہوتا ہے اور اسہال میں بھی بہت فائدہ دیتا ہے۔ بیری کے پتے جراثیم کش ہوتے ہیں اس لئے میت کو غسل دینے کے لئے ان کو استعمال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ شب برات والی رات اگر بیری کے سات

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

پتوں والے اُبلے پانی سے غسل کیا جائے تو انسان سارا سال بیماریوں آفتوں اور جادو ٹونے سے بچا رہتا ہے بیری کے پتوں کی اہمیت کو نبی پاک ﷺ کی حدیث کے حوالے سے ثابت کر کے محمد افضل لکھتے ہیں :

"صحیح بخاری، ترمذی اور احادیث کی دیگر کتابوں میں منقول کئی احادیث میں لوگوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مردوں کو نہلانے کے لئے گرم پانی میں سدر کے پتے شامل کیا کریں۔ یہاں دیودار اور دھوپ کے پتے زیادہ موزوں معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ان میں ایک قسم کا نہایت موثر جراثیم کش اور دافع عضونت تیل پایا جاتا ہے لیکن اگر یہ دونوں درخت دستیاب نہ ہو سکیں تو بیری کے پتے قدرتی طور پر ایک عمدہ متبادل ہیں۔ چنانچہ ان تینوں میں سے کسی بھی درخت کے پتے (بشرط دستیابی) میت کے غسل میں استعمال کرنا درست ہو گا۔"(۱۰)

بیر پنجاب کا عام پھل ہے اس لئے پنجابیوں نے گیتوں میں اس پھل کا ذکر بارہا کیا ہے۔ جیسے ایک بولی میں اس کا ذکر اس طرح ہے :

"اسیں بیر اں وچوں بیر چھا تانی بھابھو تیری گلھ ورگا............"(۱۱)

اس گیت میں پنجابی ثقافت کی خوب صورت عکاسی ملتی ہے کیونکہ پنجاب کی لڑکیاں اپنے بھائیوں سے بہت محبت کرتی ہیں اس لئے وہ اپنے بھائی کی بیوی یعنی بھابھی کو بھی بہت اہمیت دیتی ہیں۔ اُن کی خوب صورتی کی تعریفیں کرتی ہیں جیسے اس اوپر والی بولی میں بھابھی کے رُخسار کو اچھے بیر سے تشبیہ دی گئی ہے اور دوسری طرف بیر کی اہمیت کو بھی اُجاگر کیا گیا ہے۔

ے   بیری   نوں   بورانی
چھاپاں   نہیں   آئیاں   سنیارا   کوڑانی   (۱۲)

دیہات میں کیوں کو سنیاروں کو گہنے بنا کر دینا بڑا مشکل لگتا ہے وہ زیادہ وقت تک پیسے کو اپنے استعمال میں لاتے رہتے ہیں اور گاہک کو بہانے کرتے اور جھوٹے وعدے کرتے رہتے ہیں اس لئے لوک گیت میں ایک طرف بیری پر بور کے لگنے کی خبر ہے کہ دن بدل رہے ہیں شادی کی رُت آ رہی ہے پر جھوٹے سنار نے انگوٹھیاں بنا کر نہیں دیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

ے بیریاں دے بیر کھائیے
گورے رنگ تے جھریٹاں آئیاں (۱۳)

اوپر والے گیت میں بیری کے درخت پر اُگنے والے خاروں کا ذکر ہے کہ بیر کھانے کے لئے جب گوری مٹیاریں درختوں پر چڑھتی ہیں تو اُن پر خراشیں آجاتی ہیں یوں ان لوک گیتوں میں جہاں پنجاب کے نباتات کا ذکر ملتا ہے وہاں ہی پنجاب کی رہتل سے بھی واقفیت ہوتی ہے اور پنجاب ان گیتوں میں ہستابستا معلوم ہوتا ہے۔

پیپل (Banyan):

پیپل نیپال اور برصغیر پاک وہند کا مقامی قد کاٹھ والا درخت ہے اس کا قد تیس میٹر تک اونچا ہوتا ہے اسکے پتوں کی شکل دل سے مشابہہ ہوتی ہے اور ان کی لمبائی دس سے سترہ سینٹی میٹر جب کہ چوڑائی آٹھ سے بارہ سینٹی میٹر تک ہوتی ہے۔ پیپل کے پھل کو گولڑ کہتے ہیں۔ اس درخت کی یہ خاصیت ہے کہ یہ اپنے اُگنے کے لئے جگہ خود ہی بنالیتا ہے اور پنجاب میں لگ بھگ ہر گاؤں ہر شہر میں یہ درخت دیکھنے کو ملتا ہے یہ خودرو بھی ہے اور جہاں اس کو جگہ ملے یہ خود ہی اُگ آتا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان میں اس درخت کے کئی حصے ادویاتی مقاصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کے پتوں کا عرق کان درد میں بڑا مجرب ہے۔ اس کی چھال سے لال رنگ تیار کیا جاتا ہے۔ دمہ کی بیماری میں بھی اس درخت سے علاج کیا جاتا ہے اور پرانے زخموں کو مندمل کرنے میں بھی مفید ہے۔ اُردو سائنس انسائیکلوپیڈیا میں پیپل کے شفائی فوائد کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

> ”برصغیر کے مقامی نظام ادویات میں اس درخت کے کئی حصے مستعمل ہیں ان کی پتیوں کا رس کان میں ٹپکانے سے کان درد کو آرام آتا ہے اس کی چھال پرانے بگڑے ہوئے زخموں کو مندمل کرتی ہے۔ اس کی جڑوں کا سفوف السر میں مفید ہے اس کا مسواک مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے اور کچھ لوگ اسے بواسیر کا علاج مانتے ہیں۔“(۱۴)

پیپل کا درخت ایک جانا پہچانا درخت ہے اس کا پہلا درخت ۲۸۸ سال قبل مسیح ہندوستان میں لگایا یہ قدیم ترین درخت ہے جو انجیو سپرم درخت ہونے کی وجہ سے ثابت شدہ ہے اس درخت کی قدیم تاریخ کی وجہ سے لوگ اس سے بہت لگاؤ رکھتے ہیں۔ پیپل کے درخت کو بعض مذہبوں میں بڑا مقدس سمجھا جاتا ہے مہاتما بدھ کو نروان بھی اسی درخت کے نیچے ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بدھ مت کے لوگ اس درخت کے نیچے بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔ ہندو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

بھی پیپل کو بھگوان کی طرح پوجتے ہیں کیوں کہ پیپل کے درخت کے کئی طبی فائدے ہیں ہندوستانی وید اور حکیم اس درخت سے کئی بیماریوں کا علاج کرتے تھے۔ اس درخت کی ان خاصیتوں کی وجہ سے یہ ہندو معاشرے میں پوجا کیا جانے لگا بالکل اُسی طرح جیسے تلسی کے پودے کی افادیت کی وجہ سے ہندو اس کو اپنے گھروں کے صحنوں میں لگاتے ہیں۔ ڈی۔ ایس جسپال پیپل کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> "The Pipal is one of India's most sacared and venerated trees. In Indian religious tradition its symbolises the continuity of life because the trees itself lives and grows for hundreds of years. So powerful is the root system of this tree that it subsumes every other plant or tree which grows near its root zone."(۱۵)

پیپل کے حوالے سے یہ ایک اہم بات ہے کہ کبھی کوئی پرندہ اس درخت پر بیٹ (فضلہ) نہیں کرتا۔ یہ درخت شروع سے ہی اپنی خوبیوں کی وجہ سے پورے ہندوستان میں مشہور ہے۔ پیپل کی چھال سے حاصل ہونے والے ریشے کو کاغذ بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پیپل سے گوند بھی حاصل کی جاتی ہے جو مختلف طبی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ پیپل کے چوڑے چوڑے پتے دیہاتوں میں پلیٹوں یا رکابیوں کا کام کرتے ہیں۔ دوکاندار ان پر چیزیں رکھ کر دیتے ہیں۔ پیپل کا پھل "گولر" فالسے سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے اس کا رنگ بینگنی ہوتا ہے یہ پیپل کی باٹیاں بھی کہلاتی ہیں یہ پھل پکنے کے بعد میٹھا ہو جاتا ہے پرندے اس کو کھاتے ہیں ساتھ ہی ساتھ کئی امراض کے علاج کے لئے بھی مفید ہے پرانے زمانے میں جب خوراک کم دستیاب ہوتی تھی لوگ اس پھل کو کھاتے بھی تھے اس درخت پر آنے والی کلیاں سبزی کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ چینی لوگ اس کے تازہ پتوں کو دوا دارو کے لئے استعمال میں لاتے ہیں۔ پیپل کے درخت میں یہ خاصیت ہے کہ ہر قسم کی بیماری کے لئے اس سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں حمل ٹھہرانے کے لئے خواتین اس کی شاخوں کو چباتی تھیں اور بچے کی پیدائش کے وقت اس درخت کی جڑیں حاملہ کے سر پر لگائی جاتی تھیں جس سے بچے کی پیدائش میں آسانی ہوتی تھی۔ ہندو مذہب میں اس درخت کو بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے اس حوالے سے معلومات فراہم کرتے ڈاکٹر انیل لکھتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

> "The Hindu who, plants a Pipal tree does so expecting that just as he there by offerds shade to his fellow creatures in this world, so after death he will not be scorched by excessive heat in this journey to the Kingdom of Yama. A good Hindu who on a Journey sees a Pipal tree, take off his shoes and walks five times around the tree from right to left (Pardakshna)"[۱۶]

پنجابی سماج میں پیپل کے درخت کے بہت سے فائدوں کے ساتھ ساتھ ایک اور خیال بھی اس کے ساتھ جوڑا جاتا ہے کہ جس گھر میں پیپل کا درخت لگا ہو وہاں سے لڑائی ختم نہیں ہو گی۔ جبکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس درخت پر جن بھوت اور بدروحیں رہتی ہیں اس لئے رات کے وقت عورتیں اور بچے اس درخت کے نیچے نہ جائیں۔ سائنسی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو چونکہ یہ درخت بہت گھنا ہوتا ہے اور رات کے وقت ہر پوداا ور درخت آکسیجن بنانے کے عمل سے سورج کی روشنی نہ ہونے کی وجہ سے قاصر ہوتا ہے اس لئے رات کو درختوں کے نیچے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے رات کے وقت درختوں کے نیچے جانے سے گریز کرنا چاہیے۔ اسی چیز کو پرانے دور کے لوگوں نے جن بھوت کا نام دیا ہے۔ اس حوالے سے تنویر احمد اس طرح روشنی ڈالتے ہیں۔

> ''پیپل کے متعلق یہ تصور بھی خاصہ عام ہے کہ اس پر بھوت رہتے ہیں اور یہ بات بھی کچھ کم عجیب نہیں ہے کہ پیپل پر کوئی پرندہ بیٹ نہیں کرتا اور اس کے نیچے کوئی دوسرا پوداا گ نہیں سکتا۔ پیپل اپنے اُگنے کے لئے چھوٹی سے چھوٹی جگہ میں گنجائش پیدا کر لیتا ہے۔''[۱۷]

اونٹ اور بکریاں پیپل کے درختوں کو چارے کے طور پر بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ پیپل کی لکڑی عمارتی مقاصد، کھیتی باڑی کے آلات اور جلانے کے لئے استعمال ہوتی ہے یہ درخت بڑی تیزی سے بڑھتا ہے اس لئے دیہاتوں میں چھاؤں کے لئے اس کو لگایا جاتا ہے۔ اس کی لکڑی عمارتی سامان، کھیتی باڑی کے آلات بنانے کے علاوہ جلانے کے بھی کام آتی ہے۔ پیپل کیونکہ پنجاب کی ثقافت کی علامت ہے اس لئے پنجاب کے لوک گیتوں میں ان کا ذکر کثیر ہے جیسے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

ے پپلی دیاں چھاواں نیں

آپے ہتھیں ڈولی ٹور کے ماپے کرن دعاواں نیں (۱۸)

مطلب پیپل کی چھاؤں بڑی گھنی، ٹھنڈی اور طبی حوالے سے بڑی اچھی مانی جاتی ہے اور پیپل کی چھاؤں کو ماں باپ کی محبت اور ماں باپ کے ساتھ سے تشبیہ دی جاسکتی ہے کہ والدین پیپل کی ٹھنڈی چھاؤں کی طرح ہوتے ہیں اپنے ہاتھوں سے بیٹی کو رُخصت کر کے پھر اُس کے لئے دعا گو ہوتے ہیں۔

ے پپلی دے پتیا کیہ کھڑ کھڑ لائی آ

جھڑ گئے پرانے، رُت نویاں دی آئی آ (۱۹)

اس اوپر والے گیت میں جہاں پیپل کے درخت سے گرنے والے پتوں کو موضوع بنایا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی اور انسانوں کی اصلیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے دیکھنے میں یہ گیت بڑے سادہ اور عام معلوم ہوتے ہیں پر اصل میں ان میں بڑی سمجھ اور پتے کی باتیں چھپی ہوتی ہیں گیت میں پیپل کے پتوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اے پتوں اب تمہارے گرنے کا اور کوڑے میں جانے کا وقت آگیا ہے اب تمہاری جگہ نئے پتوں نے آنا ہے تم کیوں شور مچارہے ہو۔ مطلب دنیا میں بھی ہر کسی نے اپنا وقت پورا کر کے آخر جانا ہے اور ان کی جگہ اور لوگوں نے لینی ہے یعنی اس گیت میں اصل میں اس دنیا کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ یہاں ہر چیز فانی ہے زوال پذیر ہے اور قدرت کے اس اصول کو بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز نے اپنا وقت پورا کر کے ختم ہونا ہے اور اس کی جگہ دوسری چیز نے لینی ہے۔

سرو (Cypress):

سرو آہستہ آہستہ بڑھنے والا ایک اونچے قد کا درخت ہے یہ ہمیشہ ہرا بھرا رہتا ہے اور اپنی سدا بہاری کی وجہ سے سجاوٹی پودوں کے طور پر لگایا جاتا ہے۔ سرو کا درخت پھیلاؤ میں کم جبکہ لمبائی میں زیادہ بڑھتا ہے۔ سرو عام طور پر گھروں، باغوں، راہوں، سبزہ زاروں اور نہروں کے ارد گرد لگایا جاتا ہے یہ باغوں گھروں اور نہروں کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اس کے خوبصورت رنگ اور قد کی وجہ سے ہمیشہ سے محبوب کے قد کو اس سے تشبیہہ دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سرو کے اُونچے قد کو اعلیٰ اور شریف خاندان کے لئے بھی بطور علامت استعمال کیا جاتا ہے اس حوالے سے خیر اللہ اپنی معلومات سے آگاہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

"سرو ایک مشہور درخت ہے وہ مخروطی شکل کا قد آور درخت ہوتا ہے اسی لئے یہ شرافت اور اعلیٰ خاندان کی علامت ہے ہمارے ہاں اس کی خوش نمائی کی وجہ سے محبوب کے قد کو اس سے تشبیہہ دی جاتی ہے۔"(۲۰)

سرو کا درخت جس جگہ لگایا جاتا ہے وہاں کی خوبصورتی میں تو اضافے کا باعث بنتا ہی ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی لکڑی اور جھاڑیاں جھونپڑے تعمیر کرنے کے کام آتے ہیں یہ ہوا کو روکنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اس کی کانٹ چھانٹ کر کے اس سے باڑیں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔ درختوں نے ہمیشہ سے دھرتی کے حسن میں اضافہ کیا ہے سردار محمد سرو کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"آہستہ بڑھنے والا سدا بہار اور خوبصورت زیبائشی پودا ہے اس کے پتے سیاہی مائل سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ یہ اونچا بڑھتا رہتا ہے۔ لیکن پھیلاؤ کم ہوتا ہے یہ رہائشی مکانات، باغیچوں اور سبزہ زاروں کے راستوں کے ارد گرد لگانے سے راستے کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔"(۲۱)

سرو کے کئی طبی فائدے ہیں اس کے پتے اور پتوں کا تیل قوت مدافعت بڑھاتا ہے پیشاب کے بہاؤ میں تیزی لاتا ہے اس کے علاوہ جوڑوں کے درد کو ٹھیک کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے یہ سانس کے مسئلوں خاص کر کھانسی، گلے کی خرابی اور جلد کی تکلیفوں کو ٹھیک کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے ویبسٹر ڈکشنری کے مطابق:

"A genus of evergreen trees, thickly branched, remarkable for the distiches arrangement of their branches and having scale like, closely imbricated, or compressed leaves." (۲۲)

سرو کا درخت خوبصورتی، قدامت، شرافت، گھمنڈ اور خاندانی کی علامت سمجھا جاتا ہے یہ چونکہ سدا بہار درخت ہے اور خوبصورت بھی اس لئے ہمیشہ سے لڑکیاں اس کو اپنے محبوب سے تشبیہہ دیتی ہیں۔ پنجابی لوک گیتوں میں بھی اسے انہی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے ایک لڑکی اپنے دل کی تمنا اور چاہت کا اظہار اس طرح کرتی ہے کہ کاش میرا محبوب سرو کا بوٹا ہوتا تو میں اُسے اپنے گھر کے صحن میں لگا دیتی۔ محبوب کو سرو سے ہی تشبیہ دینے کی وجہ یہ

ہے کہ ایک تو یہ درخت خوبصورت ہوتا ہے دوسرا سدا بہار ہوتا ہے یعنی اس کے حسن میں کبھی کمی نہیں آتی اس لئے یہ ہر پنجابی یا پنجابن کے دل کی آواز بن جاتی ہے۔

ے ہندا یار جے سرو دا بوٹا
ویڑے وچ لا چھڈ دی (۲۳)

سرو کی سدا بہاری کی وجہ سے دیہاتی لڑکی یا پنجابن اپنے محبوب کو سرو کا پودا کہتی ہے ویسے بھی دیہات میں رہتے ہوئے کیونکہ ہر وقت قدرتی مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور پنجابی ہر پودے پھول، درخت کی خاصیتوں سے واقف ہوتے ہیں اس لئے کہیں تو ایک پنجابن خواہش کرتی دیکھائی دیتی ہے کہ کاش میرا محبوب سرو کا پودا ہوتا تو میں اُسے اپنے گھر کے صحن میں لگا لیتی تو کبھی وہ اس بات پر اتراتی اور خوش ہوتی دکھائی دیتی ہے کہ میرا محبوب سرو کا درخت ہے اور میں نے اُسے اپنے گھر کے صحن میں لگائے رکھنا ہے یہاں صحن سے مراد اُس کا دل بھی ہے کہ وہ اپنے محبوب کو ہمیشہ اپنے دل میں رکھے رکھنے کا عہد کرتی ہے۔

ے میرا یار سرو دا بوٹا
ویہڑے وچ لائی رکھنا (۲۴)

پنجابی لوک گیتوں میں جذبات کا اظہار اس قدر خوبصورتی سے کیا جاتا ہے کہ پڑھنے اور سننے والا ان کے سحر میں گم ہو جاتا ہے اور چند لفظوں میں خیالات اور جذبات کی ہمہ گیری اور وسعت دیکھ کر دل داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جیسے ایک لڑکی اور خوبصورت نار کے بارے بات کرتے ہوئے اس قدر مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے کہ جہاں یہ خوبصورت لڑکی پاؤں رکھتی ہے وہاں قد آور اور خوبصورت درخت اُگ آتے ہیں یہ بات کسی حد تک درست بھی ہے زمانہ قدیم میں جب فصلوں کی کاشت کا کام شروع ہوا تو جہاں لڑکیاں ناچتی تھیں وہاں فصل اچھی ہوتی تھی اصل میں عورتوں کے ناچنے سے زمین نرم ہو جاتی تھی اور بیج اچھی طرح نرم ہوئی زمین میں نشو ونما پاتا تھا اس لئے ایک پنجابی کے دل کی یہ آواز ہوتی ہے۔

ے اوتھے اُگدا سرو دا بوٹا
جتھے لچھی پب دھر دی (۲۵)

کیکر (Babul Tree):

کیکر ایک سدا بہار درخت ہے جس کے پتے ہمیشہ ہرے رہتے ہیں یہ درخت پانی کی کمی بیشی کو برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور ایسے علاقوں میں آسانی سے اُگ سکتا ہے جہاں زیادہ سردی نہ ہو اس کے علاوہ خودرو بھی اُگ آتا ہے کیکر دو قسموں کے ہوتے ہیں ایک قسم کے کیکر کے درخت چھتری کی طرح پھیلے ہوئے اور قد کے چھوٹے ہوتے ہیں جب کے دوسری قسم کے کیکر لمبے ہوتے ہیں ان پر پیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس پر لگنے والے پھل کو پھلیاں کہا جاتا ہے ان کا سالن اور اچار بنایا جاتا ہے یہ صحت کے لئے بہت اچھی ہوتی ہیں۔ پھلیاں جب پک جاتی ہیں تو خشک ہو کر گر جاتی ہیں ان کے اندر بیج ہوتے ہیں جن کو جیچنا کہا جاتا ہے پرندے جب ان کو کھاتے ہیں اور فضلے کی صورت میں ادھر اُدھر گرا دیتے ہیں تو ان بیجوں سے یہ درخت خود ہی ایسی جگہوں پر اُگ آتے ہیں جہاں ہوا یا پرندے اس کے بیج گرا آتے ہوں۔ راہنمائے شجر کے مطابق کیکر میں درج ذیل خصوصیات ہوتی ہیں۔

> "کیکر کے درخت کبھی بھی مکمل طور پر پتوں سے خالی نہیں ہوتے کیکر کی پھلیاں اپریل سے جون تک پکتی ہیں اور پھر تیز ہواؤں کے ساتھ درختوں سے دور تک اڑ جاتی ہے۔ جو کہ موسم گرم میں اکثر چلتی ہیں۔ کیکر کا درخت تین سال کی عمر میں پھل لانا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے بیج میں قوت نمو درخت کی عمر بارہ سال ہونے سے قبل نہیں آتی کیکر کا بیج خشک پھلیوں کو کوٹ کر حاصل کیا جاتا ہے۔"(۲۶)

کیکر کا درخت بڑی تیزی سے بڑھتا ہے اس کی چھال کالی اور کھردری ہوتی ہے اس پر گوند بھی لگتی ہے اور کانٹے بھی نکلتے ہیں اس کے کانٹوں کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ کیکر کئی طرح سماج کے کام آتا ہے اس کی لکڑی بڑی اچھی مانی جاتی ہے یہ جلانے کے علاوہ فرنیچر بنانے اور گھروں میں استعمال ہونے والا دوسرا سامان بنانے کے کام آتی ہے اس کی کچی لکڑی سفید بلکہ زرا لال سی ہوتی ہے جبکہ وقت کے ساتھ ساتھ کالی، کھردری اور پائیدار ہو جاتی ہے اس کی لکڑی کشتیاں گڈیں اور مختلف آلوں کے دستے بنانے، واہی بیجی کے مختلف آلات، جسے پنجالی اور سہاگے، کنوئیں کا سامان اور تھم بنانے کے لئے عام استعمال ہونے والی ہے اس کی لکڑی گھروں کی تعمیر اور چھال چمڑا رنگنے کے کام آتی ہے اس کی ٹہنیوں پر لاکھ کے کیڑے پالے جاتے ہیں۔ کیکر کی پھلیاں سالن اور اچار بنانے کے علاوہ اونٹوں، بکریوں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اور پرندوں کی من پسند اور طاقت والی غذا ہیں کیکر کو سبز چارے کے لئے بھی کاشت کیا جاتا ہے کیکر انسانیت کے کس طرح کام آرہا ہے اس حوالے سے عبد القدیر رشک لکھتے ہیں۔

> "سبز چارے کے لئے کیکر کی وہ قسم کاشت کی جاتی ہے جس کے پتے اور ٹہنیاں زیادہ ہوتی ہیں کیکر کے درختوں کی یہ قسم زیادہ تر ان علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے جہاں چارے کی پیداوار کم ہو۔ کیکر زیادہ تر ان علاقوں میں پیدا کیا جاتا ہے جہاں جھاڑی دار پودے کھانے والے جانور موجود ہوں۔ مثلاً اونٹ اور بکریاں کیکر کے درخت سبز چارے کا بہترین متبادل ہیں۔"(۲۷)

اللہ پاک نے دنیا میں کوئی بھی چیز بے سود اور بے کار پیدا نہیں کی ہر چیز میں انسان کی فلاح پوشیدہ ہے جیسے کیکر کا درخت اس کی لکڑی جہاں کئی حوالوں سے سماج کے لئے فائدہ مند ہے وہیں طبی حوالے سے بھی اس درخت کی چھال، پتے، پھلیاں اور بیج مختلف دوائیوں کے نسخوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ کیکر کے ادویاتی اور دوسرے فائدوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ایس۔ این۔ داس لکھتے ہیں۔

> "Babul has also medicinal property. Barks, Fruits Seeds and Roots constitute the drug. The herbal extract of the plant is used to prepare toothpaste, soaps and shampoos. Juice of young twigs is used to clean the teeth. Extracts of the plant is also used to clean the hairs and remove dendruf."(۲۸)

کیکر پنجاب میں اُگنے والا عام درخت ہے جو کئی طرح انسانیت کی خدمت کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ پنجاب کے لوک گیتوں میں بھی اس درخت کا ذکر کثیر ہے۔ پنجاب کے لوگ بہت روایت پسند ہوتے ہیں۔ بیٹی کی پیدائش کے ساتھ ہی ان کو فکریں آگھیرتی ہیں اور یہ فکریں بیٹیاں اپنی ڈولی کے نکلنے تک محسوس کرتی ہیں۔ اسی کیفیت کو لوک گیت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے جو ایک بیٹی کے دل کی آواز ہے اور اس میں کیکر کا بھی ذکر ہے جو پنجاب کی ثقافت اور اس درخت سے تعلق کا ثبوت ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 3, (July to Sep 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

ـ نی اماں میری ڈولی دے راہ تے کِکری
نی اماں درھیاں دے ماپے تاں پئے گئی فکری (۲۹)

کیکر کے درخت کی چھال سیاہ ہوتی ہے خاص طور پر روہی کے علاقے میں اُگنے والے کیکر کے درخت زیادہ سیاہ ہوتے ہیں اور یہ چمڑا رنگنے کے کام آتے ہیں۔ لوگ گیتوں میں لڑکیوں کے جذبات و احساسات کو اس قدر خوبصورتی سے بیان کیا جاتا ہے کہ ہر لڑکی ان گیتوں کو اپنے دل کی آواز سمجھنے لگتی ہے وہ اپنی سہیلیوں سے اپنے ہونے والے خاوند کے بارے بتاتی ہوئی اُس کے رنگ کو روہی کے درخت جیسا سیاہ کہتی ہے اور بتاتی ہے کہ وہ اُس کے باپ کو پسند آگیا ہے۔ جیسے۔

ـ منڈا روہی دے کِکر توں کالا
بابو نوں پسند آگیا (۳۰)

کیکر کی پھلیاں صحت کے لئے بہت اچھی تصور کی جاتی ہیں یہ خون کو صاف کرتی ہیں شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کے لئے اس کا سالن اور اچار بہت اچھا سمجھا جاتا ہے اسی لئے کیکر کی پھلیوں کو کنواری لڑکیوں کے حسن جیسا کہا گیا ہے ایک کنواری اور جوان لڑکی کا حسن مشری کی ڈلی کی طرح دلکش، سفید اور خوبصورت ہوتا ہے اور اگر کیکر کی پھلیوں جیسی چیزیں خوراک میں شامل رہیں تو یہ حسن برقرار رہتا ہے۔

ـ کِکراں دیاں پھلیاں نی
حسن کواریاں دا جیوں مشری دیاں ڈلیاں نی (۳۱)

کیکر چونکہ خاردر درخت ہے اور اس پر چاہے پیلے رنگ کے پھول بھی لگتے ہیں پر سفید رنگ کے کانٹے بھی اس کی خاص پہچان ہیں اس لئے بچوں اور لڑکیوں کو کیکر کے درخت کے نیچے ننگے پاؤں نہیں جانے دیا جاتا۔ پر پنجاب کی بہن کی اپنے بھائی سے والہانہ محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کی گزرگاہ میں آنے والے کیکر کے درختوں پر کانٹوں کی بجائے موتی اُگنے کا یقین رکھتی ہے جیسے اس بولی میں اس بات کا خوبصورت اظہار ہے۔

ـ اوتھے کِکراں نوں لگدے موتی
جتھوں میرا ویرا لنگھدا (۳۲)

دیہاتوں میں کیونکہ بڑے بڑے محل اور اُونچی عمارتیں نہیں ہوتی بلکہ مٹی اور گارے سے بنے چھوٹے چھوٹے گھر ہوتے ہیں اور ارد گرد کھیت ہوتے ہیں اس لئے زرا سا گھر کی چھت پر چڑھ کر دیکھنے سے دور سے آنے والے بھی نظر آجاتے ہیں اور رخصت ہونے والے بھی بڑی دور تک دکھائی دیتے رہتے ہیں اسی طرح جب کیکروں کو بور لگتا ہے تو یہ موسم بہار ہوتا ہے اس میں دل بڑا اُداس اور پریشان ہوتا ہے اور اپنے پیاروں سے ملنے کی طلب کرتا ہے اس لئے اس طرح کے گیت خود ہی ہونٹوں پر آجاتے ہیں۔

ے کِکراں نوں بور پیا
کوٹھے اتے چڑھ ویکھاں
ماہی کتنا کو دور گیا (۳۳)

حوالہ جات

۱۔ Kanchan K. Sri Vastara, Systematic Discription of Fruits India, International Book Distribution, 2009, Pg.111

32- سلطان احمد، حلف، کتاب الاثمار (مرتبہ)، امرتسر، در مطبع مجدی، س ن، ص ۳۵

۳۔ Irshad Ullah, Ethnobotanical study of Medical Plants of Gujranwala District, (BS Thesis), Lahore: G.C University, Lahore, 2002, Pg.249

۴- محمد افضل، پنجاب کے پھل، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۱۰۹

۵- افضل پرویز، بن پھلواڑی، اسلام آباد: نیشنل کونسل آف آرٹس، س ن، ص ۱۷۳

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ فرید۔ اے خواجہ، ڈاکٹر، سائنس انسائیکلوپیڈیا، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۰ء، ص ۱۴۵۵

۹۔ D.S Jaspal, Tryst with Trees, India: Punjab Sacred Heritag

۱۰۔ Anil K. Dhiman, Dr. Sacred Plants and their Medicinal uses, Dehli: Dya Publishing House, 2003, Pg.90

۱۱۔ تنویر احمد، ڈاکٹر، کلاسیکی اُردو شاعری، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۹ء، ص ۲۲۴

۱۲۔ قمر حجازی، واراں جنگ نامیاں تے لوک گیتاں داویروا، لاہور: عزیز ک ڈپو، ۱۹۹۸ء، ص ۳۰۰

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ enm.wikipedia.org.capparis

۱۵۔ D.S Jaspal, Tryst with Trees, India: Sacrad Kumar Haritage.

۱۶۔ محمد خان، قدیم درخت، لاہور: ایچ اے پبلشرز، س ن، ص ۱۱۴

۱۷۔ مظہر الاسلام، لوک پنجاب، اسلام آباد: لوک ورثے کا قومی ادارہ، ۱۹۷۸ء، ص ۳۰۵

۱۸۔ مزمل احمد، نیلی دے لوک گیت، لاہور: کلاسیک پرنٹرز، ۲۰۰۵ء، ص ۲۲۸

۱۹۔ کلیم شہزاد، لوک رنگ، بورے والا، زاہد پبلشرز، ۱۹۹۵ء، ص ۱۳۸

۲۰۔ ایف۔ ایس۔ خیر اللہ، قاموس الکتاب (لغات بائبل) لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۲۰۱۱ء، ص ۱۰۱۰

۲۱۔ سردار محمد، چودھری، جدید شجر کاری، بہاولپور، مدیحہ پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۱۹۴

۲۲۔ www.definations.net.webster dictionary

۲۳۔ لوک رنگ، ص ۱۳۱

۲۴۔ نیلی دے لوک گیت، ص ۱۲۱

۲۵۔ لوک پنجاب، ص ۳۰۰

۲۶۔ عبدالقدیر رشک، پھلوں اور سبزیوں کی خشک ذائقہ مصنوعات، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، ۱۹۹۸ء، ص ۱۱

۲۷۔ S.N. Das, Medicinal Plants for Health, New Dehli: Agrotech Publishing Acadmy, 2006, P.179

۲۸۔ نیلی دے لوک گیت، ص ۱۸۸

۲۹۔ لوک رنگ، ص ۱۳۱

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ایضاً، ص۵۹

۳۲۔ تنویر بخاری، امرت رس، لاہور: ایونیو بک پیلس، ۱۹۹۶ء، ص۵۹

۳۳۔ ایضا